QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

سلسلہ نقشبندیہ: تعارف، امتیازات و اصطلاحات

THE NAQSHBANDI ORDER: INTRODUCTION, DISTINCTIVE FEATURES, AND TERMINOLOGY

Khalil Ahmad Yousufi (Corresponding author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore
Email: khalilahmadyousufi@gmail.com
Dr. Ghulam Mustafa Anjum
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract:
The Naqshbandi Order is one of the most influential and widespread Sufi orders in the Islamic world. It traces its spiritual lineage to the Prophet Muhammad (peace be upon him) through Abu Bakr al-Siddiq, which distinguishes it from many other Sufi paths. The order is named after Khwaja Baha-ud-Din Naqshband (d. 1389), who systematized its teachings in Central Asia. One of the main distinguishing features of the Naqshbandi order is its emphasis on silent (khafi) remembrance of God, as opposed to the loud (jahri) dhikr practiced by many other Sufi orders. The Naqshbandiyya strongly stress strict adherence to the Sharia (Islamic law) and the Sunnah of the Prophet, considering inner spirituality inseparable from outward religious practice. Another key characteristic is the principle of "being outwardly with people and inwardly with God," encouraging followers to remain socially active rather than withdrawing from the world. The Naqshbandi path is based on a set of spiritual principles which guide the seeker toward self-purification and constant awareness of God. These include vigilance of the heart, control of the ego, mindfulness of time, and continuous remembrance. Entry into the order requires sincere repentance, commitment to Islamic ethics, obedience to a qualified spiritual guide (shaykh), and consistency in spiritual practices -Through its balanced approach combining spirituality, discipline, and social responsibility.

Keywords: *Naqshbandiyya, Sufi order, Islamic Mysticism, Spiritual order.*

تصوف قرآن مجید کے حکم کے مطابق نبی رحمت حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی میں کیے گئے اس عمل کا نام ہے، جس کے مطابق نبی محتشم ﷺ کے پاکیزہ کردار اور شیریں اخلاق کو اپنی زندگی میں نافذ کرنا نیز تزکیہ نفس کے مطابق اپنی روح کو پاک کرنا اور نفس امارہ کے اثر سے نجات پانے کے لئے خوف اور امید کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو کر خدا سے محبت اور قربت حاصل کرنے کے لئے اور اس کی مدد حاصل کرنے کے لئے، خود کو اس پر قربان کرنے کے جذبے کو اپنے اندر پیدا کرنے کا وہ طریقہ ہے، جو نبی رحمت ﷺ نے اپنائی اور بتائی، اس طریقے کے مطابق عمل کرنے کا نام تصوف ہے۔ تصوف اور صوفی کے حقائق بیان کرنے میں مختلف انداز اختیار کیے گئے ہیں اور اس سلسلے میں اہل علم نے اپنے مختلف خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس موضوع کو مختلف زاویے سے دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسلام میں تصوف کی تعریف کے تعلق سے محققین کے مختلف خیالات ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام میں اس کا داخلہ عیسائی مذہب، بدھ مذہب، ہندو مذہب اور پارسی مذہب کی سطح سے ہوا ہے۔ لیکن اسلامی تصوف کے محققین کا کہنا ہے کہ اسلامی تصوف کا ربط قرآن اور پیغمبر حضرت محمد کی زندگی اور ان کے عمل سے ہے۔[1]

[1] Khaleeq Ahmad Nizami,Some Aspects of Religion and Politics in India(Aligarh: Dept of History, Muslim University), 5

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تحقیق کا بنیادی

سلسلہ نقشبندیہ کیا ہے، اس کی فکری و روحانی بنیادیں کیا ہیں، دیگر سلاسلِ تصوف سے اس کے امتیازات کیا ہیں، اور اس میں رائج اہم اصطلاحات کا مفہوم کیا ہے؟

پروفیسر لوئس میسی نون، جو اسلامی تصوف کے تبصرہ کے لئے خاص طور سے دسترس حاصل کرنے والے محقق مانے جاتے ہیں نے اپنی تحقیق کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تصوف کا ماخذ حقیقی طور سے حدیث اور قرآن ہے اور یہ تحریک مکمل طور پر اسلامی ہے۔[2]

دوسرے لفظوں میں تصوف اس طریقے کا نام ہے، جس کے مطابق ایک آدمی دنیاوی خیالات سے آزاد ہو کر مکمل طور سے خدا کے سپرد اپنے آپ کو کر دے حضرت سیدی ابو عبداللہ محمد بن خفیف ضبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"التصوف تصفية القلوب وذكر اوصاف الى ان قال واتباع النبي صلى الله عليه وآله وسلم في الشريعة"[3]

ترجمہ: تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہو۔

اہل علم حضرات نے تصوف و صوفی کی بے شمار تعریفات کیں ہیں۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صوفی کی تعریف کرتے ہوئے کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

صوفی کو اس لئے صوفی کہا جاتا ہے کہ وہ صوف (اُونی) کپڑے پہنتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اول صف میں ہوتے ہیں اور ایک جماعت میں کہتی ہے کہ یہ اصحاب صفہ کی نیابت (پیروی) کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ نام صفا سے ماخوذ ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ جس کی محبت پاک وصاف ہے وہ صافی ہے اور جو دوست میں مستغرق ہو کر اس کے غیر سے بری ہو وہ صوفی ہے۔"[4]

عارف باللہ سیدی علامہ احمد برنسی معروف بہ شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجمع بین الشریعۃ والحقیقہ میں فرماتے ہیں:

"تصوف کی تقریباً دو ہزار تعریفیں اور تفسیر میں کی گئی ہیں۔ ان سب کا حاصل اللہ تعالیٰ کی طرف بھی توجہ ہے۔"[5]

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر رکھی گئی ہے:

(1) حضرت آدم علیہ السلام کی طرح سخی ہونا۔ (2) حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح راضی ہونا۔

(3) حضرت ایوب علیہ السلام کی طرح صبر کرنا۔ (4) حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح مناجات کرنا۔

(5) حضرت یحیٰ علیہ السلام کی طرح غیرت اختیار کرنا۔ (6) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح صوف پہننا۔

(7) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح سیر کرنا۔ (8) ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی طرح فقر اختیار کرنا۔[6]

سلاسل طریقت:

قلب کو جلاء اور پاکیزگی بخشنے اور خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے ریاضات اور مجاہدات کے مختلف طریقے صوفیاء کرام نے وضع فرمائے جو مختلف ناموں سے مشہور ہوئے۔ یوں تو یہ بہت سے طریقے ہیں۔ لیکن جن طریقوں نے عرب و عجم میں شہرتِ دوام پائی اور جن کے ذریعے بے شمار مخلوقِ خدا کو رہبری اور ہدایت ملی وہ چار سلسلے اور طریقے ہیں۔ کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سلاسل تھے جو زیادہ دیر نہ چل سکے۔ اسی طرح کئی ایسے پایہ کے بزرگ

---

[2] خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، (دہلی، 1980)، 1:49

[3] امام عبد الوہاب شعرانی، الطبقات الکبریٰ، (مصر: مصطفی البابی) 1:121

[4] علی بن عثمان ہجویری، کشف المحجوب (لاہور: شبیر برادرز)، 53

[5] علامہ احمد برنسی، تعارف فقہ و تصوف (لاہور: الممتاز پبلی کیشنز)، 95

[6] شیخ عبد القادر جیلانی، فتوح الغیب (کراچی: قرآن محل)، 238

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تھے جن کے سلاسل اپنے وقت میں بہت مشہور تھے لیکن موجودہ دور میں ان میں سے بہت کم باقی ہیں۔ پرانے سلاسل کی تعداد کافی ہے۔ ان میں سے چار سلاسل نے اپنی زریں خدمات کی بنا پر بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔

ایک سلسلہ قادریہ ہے جو اولیاء کے سرتاج حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ بغداد میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مجاور تھے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ آپ کی اولاد میں سے سید شاہ میر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ہندوستان آئے تو یہاں پر بھی انہوں نے اسی سلسلے کی بنیاد رکھی۔ چشتیہ سلسلے کے بانی حضرت شیخ ابو اسحاق ہیں جو شیخ العلو دینوری کے مرید تھے اور وہ چشت (ایران کا ایک شہر) میں آئے اور خواجہ احمد ابدال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہو گئے۔ ان کے بعد خواجہ سمعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا اور پھر خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلے کو فروغ دیا۔ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خرقہ خلافت لیا اور ہندوستان میں آکر وسیع پیمانے پر اس سلسلے کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی[7]

1234ء میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سہروردی سلسلے کی بنیاد رکھی اور خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد جا کر ان سے خلافت لی اور ہندوستان میں آکر اس سلسلے کی اشاعت و ترویج کی۔ نقشبندیہ سلسلے کی بنیاد خواجگان (ترکستان) میں رکھی گئی۔ اس سلسلے کے بزرگ خواجہ محمد نقشبند تھے مگر اس سلسلے کو مقبولِ عام بنانے میں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام نامی اہم ہے۔ 1403ء میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سلسلے کو ہندوستان میں لائے، ان کے خلیفہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے ترقی دی تو اس سلسلے کا نام مجددیہ پڑ گیا۔[8]

یہ حقیقت ہے کہ برصغیر میں یوں تو تصوف کے ان چاروں سلسلوں کے صوفیاء و مشائخ نے اپنی مسلسل جدوجہد سے تصوف کو لوگوں کی تمدنی و ملی زندگی کا جزلاینفک بنا ڈالا، اور خواص سے لے کر عوام تک کے قلوب بادہ تصوف سے سرشار ہوئے لیکن شریعت کی اشاعت و ترویج میں کو کردار حضرات نقشبند نے سرانجام دیا وہ انہی کا حصہ ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ سراسر اتباع شریعت و سنت پر مبنی ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ:

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب طالبانِ حق کو پہاڑوں اور غاروں میں بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ اے اللہ! امت کے قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں۔ اب ان میں زیادہ سختیاں جھیلنے کی ہمت نہیں ہے۔ لہذا اپنے فضل سے مجھے ایسا طریقہ عنایت فرما جو آسان ہو اور جلد تجھ تک پہنچانے والا ہو۔ پندرہ روز تک آپ سجدے میں گریہ وزاری کرتے رہے۔ صرف نمازِ باجماعت اور حاجاتِ ضروریہ کے لیے حجرہ سے باہر تشریف لائے تھے۔ پندرھویں روز حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا "اے محمد بہاؤالدین ہم تجھ کو وہ طریقہ عطا کرتے ہیں جو ہمارے محبوب کے صحابہ کا طریقہ ہے یعنی وقوفِ قلبی اور اتباعِ سنتِ نبوی ﷺ۔[9]

آپ نے سجدہ سے سر اٹھا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس طریقہ کا رائج کیا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سلسلہ کو وہ ترقی عطا فرمائی کہ روم، شام، عرب، بخارا، ترکستان، کابل، چین اور ہندوستان تک یہ سلسلہ پھیلتا چلا گیا اور کڑوروں لوگ اس سے مستفیض ہوئے۔ اس سلسلے میں امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی جیسی ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے ہندوستان میں ایک فکری انقلاب برپا کیا اور بڑے بڑے شہنشاہوں کی اصلاح فرمائی۔

سلسلہ نقشبندیہ کے مختلف ادوار میں مختلف نام:

ان القاب السلسلۃ تختلف بالختلاف القرون من حضرۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی الشیخ طیفور ابن عیسیٰ ابی یزید البسطامی تسمی صدیقیۃ و منہ الہ حضرۃ رئیس الخواجگان الشیخ الخواجۃ عبد الخالق الغجدوانی نسمی طیفوریۃ و منہ الی حضرۃ الامام الطریقۃ ذی الفیض الجاری و النور الساری الشیخ بہاء

---

[7] علامہ عبد الستار عاصم، انوار جمیل، (القلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، اکتوبر 2005ء)، 44

[8] ایضاً ص45

[9] محمد ہدایت علی جیپوری، معیار السلوک، (امروہہ: ایجوکیشنل پریس)، 54

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

الدین محمد الاویسی البخاری قدس سرہ نسمی خواجگانیۃ و منہ الی حضرۃ الغوث الاعظم خواجہ عبید اللہ احرار تسمی نقشبندیۃ ای منسوبۃ الی نقشبندیۃ[10]

سلسلہ کے القاب زمانے کے اختلاف سے مختلف ہوتے رہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر شیخ طیفور ابنِ عیسیٰ ابویزید بسطامی تک اس کو طریقہ صدیقیہ کہا جاتا تھا۔ شیخ طیفور سے کے کر خواجہ خواجگان شیخ عبد الخالق غجدوانی تک "طیفوریہ" کہا جاتا تھا۔ اور حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے لے کر امام طریقت شیخ بہاء الدین محمد اویسی بخاری تک "خواجگانیہ" کہا جاتا تھا، اور آپ سے لے کر خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک نقشبندیہ کہلایا۔

منہ الی حضرۃ مجمع الاسرار والمعانی قطب الطرائق و غوث الخلائق الامام الربانی مجدد الالف الثانی الشیخ احمد الفاروقی السرھندی قدس سرہ نقشبندیۃ و احراریۃ و منہ الی جناب المعلی المزکی المصفی المطہر شمس الدین حبیب اللہ جان جانان الحنفی الدہلوی المظہر تسمی مجددیہ[11]

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے امام ربانی مجد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک "نقشبندیہ احراریہ" کہا جاتا تھا۔ آپ سے خواجہ شیخ شمس الدین حبیب اللہ جانِ جاناں حنفی دہلوی تک "نقشبندیہ مجددیہ" کہلایا۔

لفظِ نقشبندیہ کا مفہوم:

تسمی نقشبندیۃ ای منسوبۃ الی نقشبند و معناہ ربط النقش و ھو صورۃ الکمال الحقیقی بقلب المرید و کان ذکرھم فی الاول الی زمان الشیخ بہاء الدین الملقب فی الانفراد خفیۃ و فی الجمع جھرا فامرھم الشیخ بہاء الدین بالخفیۃ یامر لہ من الخواجۃ عبد الخالق الغجدوانی شیخ مشایخۃ فی عالم السیر،فکان یسر بالذکر انفرادا و جمعا ھو و جماعتہ فیصیر من ذکرھم کذلک فی قلب المرید تاثیر بلیغ فکان یقال لذلک التاثیر نقش و ذلک الذکر بند ای ربط و النقش ھو صورۃ الطابع اذا طبع بہ علی شمعو نحوہ و ربطہ بقاءہ من غیر محو و ھذہ الکلمۃ صالحۃ لغیر ذلک ایضا[12]

لفظِ نقشبندیہ منسوب ہے نقشبند کی طرف۔ نقش بند کا معنی نقش کا دل پر ثبت ہونا، دل پر نقش ثبت ہونے سے مراد کمال حقیقی کی صورت کا مرید کے دل پر ثابت ہونا ہے۔

ان حضرات (نقشبندی) کا ذکر شروع سے لے کر حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ تک انفرادی طور پر خفیہ اور محفل و جماعت میں جہاذ کر ہوتا تھا، تو شیخ بہاؤ الدین نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے حکم سے (جو آپ نے عالم سیر میں شیخ بہاؤ الدین کو فرمایا تھا) دونوں حالتوں (انفرادی و اجتماعی) میں خفیہ طور پر ذکر کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد اجتماع و محافل میں بھی خفیہ ذکر ہونے لگا۔ خفی ذکر مرید کے دل میں انتہائی تاثیر کرتا ہے تو گویا اس تاثیر کو نقش کہا گیا اور ذکر خفی کو بند کہا گیا۔ مراد ربط نقش ہے۔ مراد ذکر کی مہر اور ربط (جس کا معنی ثبت ہونا ہے) سے مراد اس مہر کا ہمیشہ کے لیے ثابت رہنا اور کبھی بھی نہ مٹنا، اس لفظ کے اور بھی بہت سے معانی ہیں۔

پروفیسر عبد الرسول للہی لکھتے ہیں:

> "شروع میں سلسلہ نقشبندیہ کو سلسلہ خواجگان کہتے تھے اور آج بھی حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے حضرت محمد بہاؤ الدین نقشبند تک سات مشائخ نقشبند کو ہفت خواجگان نقشبند کہا جاتا ہے۔ حضرت محمد بہاؤ الدین نقشبند کے بعد یہ طریقہ آپ کے نام سے منسوب ہو گیا اور سلسلہ نقشبندیہ کہلایا۔ اس طریقہ میں پورے روحانی شجرہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ بانی سلسلہ سے اوپر آنحضور ﷺ تک سلسلہ ذہبیہ (سنہری) کہلاتا ہے اور بانی سے نیچے موجودہ شیخ تک سلسلہ تربیۃ کہلاتا ہے۔"

وہ سات شخصیات جن کو ہفت خواجگان کہا جاتا ہے، مندرجہ ذیل ہیں:

1. حضرت عبد الخالق غجدوانی

---

[10] علامہ محمد بن سلیمان البغدادی الحنفی النقشبندی، الحدیقۃ الندیۃ فی الطریقۃ النقشبندیۃ (استانبول ترکی: مکتبۃ الحقیقیۃ، 1234ھ)، 38

[11] ایضا، 39

[12] ایضاً

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

2. حضرت عارف ریوگری
3. حضرت محمود انجیر فغنوی
4. حضرت عزیزاں علی رامیتنی
5. حضرت محمد باباسماسی
6. حضرت امیر سید کلال
7. حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند[13]

سلسلہ نقشبندیہ کے خصائص وامتیازات:

سلسلہ نقشبندیہ بہت سے اعلیٰ خصائص وامتیازات کا حامل ہے، جن میں سے چند کی وضاحت درج ذیل ہے:

نسبتِ صدیقی:

سلسلہ نقشبندیہ کا پہلا امتیاز یہ ہے کہ یہ طریقہ خلیفۃ الرسول امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ چونکہ آپ افضل البشر بعد از انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اس لیئے آپ کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے بلند وبالا ہے۔ چونکہ طریقہ نقشبندیہ آپ سے منسوب ہوا۔ لہذا ،اس کی نسبت تمام نسبتوں پر فوقیت حاصل کر گئی۔ امام ملت ودین شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"اے برادر اس بلند طریق سلسلہ عالیہ نقشبند کے سرحلقہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد بالتحقیق تمام بنی آدم سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق نقشبندیہ کے بزرگوں کی تحریروں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضوری اور آگاہی ہے بعینہ حضرت صدیق اکبر ﷺ کی نسبت اور حضوری ہے جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں انتہا اس کی ابتدا میں مندرج ہے۔[14]

نسبت اویسی:

دنیائے روحانیت میں ایک نسبت ہے جسے اویسی کیا جاتا ہے۔ یہ نسبت ان بلند استعداد حضرات کی ہوتی ہت جو اپنی علو روحانیت کے طفیل غائب زندہ یا فوت شدہ کی کامل ہستی سے کامل فیض لے لیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی علو روحانیت سے حضور ﷺ سے غائبانہ جو فیض حاصل کیا تھا، اسی تناسب سے ایسے لوگوں کو اویسی کہا جاتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں بھی کئی اویسی حضرات ہیں جس سے اس سلسلہ کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر۔ حضرت بایزید بسطامی، خواکہ ابو الحسن خرقانی، خواجہ بہاؤالدین نقشبند، مجدد الف ثانی (مکتوب 291)، مرزا مظہر جان جاناں (ایضاح الطریقہ از غلام علی ص 24123)

نسبت خضری:

کسی بھی صاحبِ نسبت کو حضرت خضر علیہ السلام اپنے فیض سے علم لدنی سے مستفیض فرمائیں تو روحانی دنیا میں ایسے فیض ونسبت کو خضری نسبت کہتے ہیں۔ یہ نسبت بھی سلسلہ نقشبندیہ میں موجود ہے۔ خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسبت خضری سے تعلیم وقوفِ عددی کے ذریعے حاصل کی۔ نسبت صدیقی، نسبت علوی، نسبت خضری اور نسبت اویسی ہی کی بنا پر سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت کو نمکِ مشائخ کہا جاتا ہے۔[15]

---

[13] پروفیسر محمد عبد الرسول للہی، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، (لاہور: مکتبہ زاویہ، 2007ء)، 27-28

[14] شیخ احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی، (مترجم: سید زوار حسین شاہ)، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر 251 (کراچی: ادارہ مجددیہ)، 96

[15] قاضی محمد حمید فضلی، حقیقت تصوف اور اتصال سلسلہ نقشبندیہ (گوجرانوالہ: مکتبہ مجددیہ فضلیہ، 1999ء)، 187-189

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

ذکر قلبی:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةًؕ-اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَۚ[16]

اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

تو اس سلسلہ میں ذکر قلبی ہے جس میں جذبِ ربانی ہے جبکہ ذکر ربانی میں سلوک ہے۔[17] یعنی جذب اور سلوک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ سلوک میں بندہ ذکر اذکار اور ریاضات کے ذریعہ خدا تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ جذب میں کو ذکرِ قلبی کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ جل شانہ خود اس کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے انسان پیدل سفر کرے اور دوسرے کو کار یا جہاز خود لے جائے۔ تو جس طرح دوسری صورت میں آسانی ہے، اسی طرح ذکرِ قلبی میں بھی آسانی اور جلدی ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی وجہ فضیلت کی طرف اپنے ان اشعار میں اشارہ فرماتے ہیں:

نقشبندیاں عجب قافلہ سالار اند	کہ برند زرہ پنہاں بہ حرم قافلہ را
از دلِ سالک رہ جاذبہ صحبت شان	می بر دوسوسہ خلوت وفکر چلہ را

یعنی حضرات نقشبندیہ عجب قافلہ کے سالار ہیں کہ اپنے طلبا کو بڑے پوشیدہ طریقے سے حرم تک لے جاتے ہیں۔ ان کی صحبت کی کشش سالک کے قلب سے خلوت کے خیال اور چلہ وغیرہ کی فکر کو مٹا دیتی ہے۔

اتباعِ سنت:

قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں مقامِ محبوبیت پر فائز ہونے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ ہے اتباعِ سنتِ مصطفیٰ ﷺ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ-وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[18]

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمان بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس طریقہ عالیہ میں اتباعِ سنت اور بدعات سے اجتناب کا نہایت درجہ اہتمام والتزام کیا جاتا ہے۔ اتباعِ سنت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں انوارِ مصطفیٰ ﷺ کا فیضان بھی زیادہ ہے کیونکہ جس قدر کسی طریقہ ونسبت میں حضور ﷺ کے انوار زیادہ ہوں گے۔ اسی قدر وہ نسبت فضیلت والی اور ممتاز ہو گی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"طریقہ صوفیہ میں سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے کیونکہ ان نقشبندی بزرگوں نے اتباع سنت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے اجتناب کیا ہے۔[19] جاننا چاہیے کہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالی اسرار ھم کے طریقہ کا حاصل اور خلاصہ اہل سنت وجماعت کا اعتقاد، روشن سنت مصطفوی علیہ السلام کی اتباع اور بدعت اور نفسانی خواہشات سے پرہیز اور حتی الامکان احکام شرعیہ میں عزیمت پر عمل اور رخصت پر عمل کرنے سے پرہیز ہے۔[20] مزید فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ سنتِ رسول ﷺ کی بدرجہ کمال اقتدا کرنا اور آثارِ صحابہ علیہم الرضوان کی پیروی کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔

---

[16] اعراف 55:7

[17] محمد ہدایت علی جیپوری، معیار السلوک، 56

[18] آل عمران 31:3

[19] شیخ احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب 266، 262

[20] ایضا، دفتر اول، حصہ دوم مکتوب نمبر 295، 453

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

شریعت پر عمل:

شریعت پر عمل کرنے، اس پر استقامت اختیار کرنے کے حوالے سے اس سلسلہ عالیہ میں بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس طریقہ نقشبند کا دار و مدار دو اصولوں پر ہے ایک شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنی (عمل کرنا) ہے اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے ترک کرنے پر راضی نہ ہو یعنی شریعت مطہرہ پر پورا پورا عمل کرنا۔ دوسرے شیخ طریقت (پیر) کی محبت اور اخلاص پر اس طرح راسخ اور ثابت قدم ہوں کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہ کریں بلکہ اس کی تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں دلکش اور محبوب دکھائی دیں اور اللہ کی مہربانی سے یہ دو اصول درست ہو گئے تو دنیا اور آخرت کی سعادت نصیب ہوئی"۔ [21]

نفس کی مخالفت:

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"حدیث قدسی میں آیا ہے اپنے نفس سے دشمنی رکھ کہ یہ میری دشمنی پر کھڑا ہے" تو طریق مشائخ میں سے ہر وہ طریقہ جس میں احکام شرعیہ کی زیادہ رعایت ہو گی اللہ تعالیٰ کی طرف قریب ترین راستہ ہو گا کیونکہ اس میں نفس کی مخالفت زیادہ ہے اور سن لو وہ ہے "طریقہ نقشبندیہ" یہی وجہ ہے کہ ہمارے سردار قبلہ اجل شیخ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سب طریقوں میں سے قریب ترین راستہ پایا ہے کیونکہ اس میں نفس کی زیادہ مخالفت ہے۔

اندراج النہایت فی البدایت:

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی تھی کہ مجھے ایسا طریقہ عطا کیا جائے جو اقرب اور موصل ہو تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کو سلوک پر جذبہ کی تقدیم وفوقیت (محبت میں ڈوب جانا فہم وفراست سے افضل ہے) کا الہام کیا۔ دوسرے سلاسل میں سلوک جذبہ پر مقدم ہے۔ یعنی ان سلاسل میں پیر کامل اپنے مرید کو پہلے ریاضت ومجاہدے کا حکم دیتے ہیں اور ان ریاضتوں سے مرید کا تزکیہ اور تصفیہ کرتا ہے۔ اسی کو سلوک کہتے ہیں۔ اس کے برعکس طریقہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر مقدم کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیر وسلوک اور جذبہ وتصفیہ سے مقصود نفس کا اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرنا ہے۔ نفس کے تعلقات بتدریج قطع کرنا، اپنے نفس میں سیر کرنا ہے (نفس پر خصوصی توجہ دینا اور اس کے حملوں سے بچنا) جسے سیر انفسی کہتے ہیں۔ اور آفاق (بیرونی دنیا) کے تعلقات کا قطع کرنا سیر آفاقی کہلاتا ہے۔ اس سلسلہ کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی مزید فرماتے ہیں:

طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتدا عالم امر سے کی ہے اور عالم خلق کی سیر کو بھی اس سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے نقشبندی بزرگوں کا طریقہ بعینہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے کیونکہ صحابہ کرام کو خیر البشر ﷺ کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج النہایت در بدایت (ابتدا میں انتہا کا درجہ) میں وہ کچھ میسر آگیا جو کامل اولیائے امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی کم ہی میسر آتا ہے۔ لہذا وحشی بن حرب جو سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل ہیں، کو صرف ایک بار رسول اللہ ﷺ کی صحبت میسر آئی اور وہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو خیر التابعین سے افضل قرار پائے۔ [22]

---

[21] ایضا، دفتر اول، حصہ دوم مکتوب نمبر 228، 133

[22] ایضا، دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر 58

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

تدوین و تالیف:

اس سلسلے کے مشائخ نے طریقہ کو تدوین و تالیف کی صورت میں پیش کیا ہے (یعنی اس کے قواعد وضوابط تحریری طور پر مرتب کیے گئے ہیں) اور طریقہ کا باقاعدہ نصاب مرتب کیا ہے۔ مثلا لطائف عشرہ، ذکر نفی واثبات، مراقبات اور ذکر اسم ذات "اللہ" جبکہ دیگر سلاسل نے اسے باقاعدہ تدوین کی صورت میں پیش نہیں کیا۔ مشائخِ نقشبندیہ کی تعلیمات شریعتِ مطہرہ کے عین مطابق ہیں۔ وہ شریعتِ مطہرہ کے امور بجالانے میں سرِ موانحراف نہیں کرتے اور ہر اس امر سے گریز کرتے ہیں جو ظاہرہ شریعت کے خلاف ہو۔

شرطِ افادہ واستفادہ:

اس طریقہ میں شیخ کی صحبت و محبت شرطِ افادہ و استفادہ قرار پائی ہے یعنی جس کو جس قدر پیر کے فیوض و برکات حاصل ہوں گے کیونکہ رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا معاملہ بھی اسی طرح تھا۔ فنافی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ ہر چند کہ ذکر وصل کا سبب ہے مگر رابطہ شیخ کے بغیر تنہا ذکر موصل الی اللہ (اللہ سے ملانے والا) نہیں ہوتا۔ دوسرے طریقوں میں وظائف واوراد اور ریاضت پر انحصار زیادہ ہے۔ لیکن اس طریقہ میں صحابہ کرام کے طریق کے مطابق افادہ واستفادہ انعکاسی (زیارت اور توجہ کا اثر) زیادہ ہے۔ چنانچہ جس طرح حضور ﷺ کی محبت بشرطِ ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حصولِ کمالات کے لیے کافی تھی۔ اسی طرح مرید کو شیخِ طریقت کی محبت و صحبت فائدہ دیتی ہے۔ جس قدر شیخ کی صحبت میسر ہوگی اسی قدر وصول الی اللہ میں جلد ترقی نصیب ہوگی۔

امام ربانی فرماتے ہیں:

اس دولت عظمی (ولایت) کا حصول اس بلند طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ کامل اخلاص اور اس کی طرف توجہ اور رجوع کے ساتھ وابستہ ہے۔ ریاضات شاقہ اور مجاہدات شدیدہ سے بھی وہ چیز میسر نہیں آسکتی جو ان بزرگوں کی ایک صحبت سے میسر آجاتی ہے۔ ان بزرگان نقشبند کا طریقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے کہ ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی اول صحبت میں وہ کمالات میسر آگئے جو اولیاء امت کو انتہا میں پہنچ کر بھی شاید ہی نصیب ہوں اور یہ چیز نہایت کے بدایت وابتداء میں درج ہونے کے طور پر ہے۔ یہ اولیاء نقشبند بھی پہلی صحبت میں وہ عطا کر دیتے ہیں جو منتہیوں کو انتہا پر جاکر میسر آتی ہے تو تم پر اکابر اولیاء کے ساتھ محبت وعقیدت رکھنا لازم ہے کیونکہ اس معاملے پر ہی دار د مدار ہے۔[23]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب شروع سے اخیر تک اس طریقہ کا بیان ہے جس طریقہ کے ساتھ اللہ تعالی نے اس فقیر کو ممتاز کیا ہے۔ اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتداء میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے۔ اس بنیاد پر بہت کی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں۔ اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا اور سمرقند سے اس بیج کو لاکر زمین ہند میں جس کا خمیر یثرب وبطحا کی خاک سے ہے بویا اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی تربیت کی، جب وہ کھیتی کہاں سے کہاں پہنچ گی تو ان علوم ومعارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔ جاننا چاہیے کہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا سلوک شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی سے اس کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہوں۔ اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی امراض کو ختم کرتی ہے۔ ان کا کا حاصل اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانے کا خلیفہ ہے۔ اقطاب وابدال اس کے مقامات کے ظلال میں خوش ہیں۔ ہمارے اس طریقہ نقشبندیہ میں استفادہ انعکاسی ہے۔ مرید اپنے مرشد سے محبت کے رابطہ سے دم بدم اس کا رنگ پکڑتا ہے اور انعکاس کے طریق پر اس کے نور سے منور ہوتا جاتا ہے اور صاحب دولت (پیر) کی محبت یا توجہ سے اپنے بلند مقاصد حاصل کر لیتا ہے۔[24]

---

[23] ایضا، دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر 90

[24] ایضا مکتوب نمبر 260 حصہ چہارم دفتر اول

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

"حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند جان عالیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ نقشبند صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفات، صحبت سے مراد موافقان طریقت کی محبت ہے نہ کہ مخالفان طریقت کی کیونکہ ایک کا دوسرے میں فنا ہونا صحبت کی شرط ہے جو بغیر موافقت میں میسر نہیں ہوتا۔"[25]

سلبِ نسبت:

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے میں کامل قدرت رکھتے ہیں اور طالب صادق کو بہت کم وقت میں حضور و آگہی عطا فرما دیتے ہیں، اسی طرح اس نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری قدرت رکھتے ہیں اور غفلت و سستی اختیار کرنے والوں کو اس نعمت سے محروم بھی کر دیتے ہیں۔یعنی جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں۔ سلبِ نسبت کے طریقہ پر یہ حضرات امراضِ قلبیہ اور امراضِ جسمانیہ بھی سلب کر لیتے ہیں۔ اس طرح ان کی برکت سے جسمانی و روحانی شفا بھی مل جاتی ہے۔[26]

سیر آفاقی:

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتداء عالم امر سے اختیار کی ہے اور عالم خلق کو بھی اس سیر کے ضمن میں لے کر لیتے ہیں بخلاف دوسرے سلسلوں کے مشائخ قدس سرہم کے۔ لہذا طریق نقشبندیہ وصول کے لئے دوسرے سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے تو ضروری طور پر دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں درج ہے۔[27]

حضور و آگہی:

حضرت امام ربانی اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر قدس اللہ اسرارھم کی عبادات میں جو واقع ہوا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے فائق اور اعلیٰ ہے اس سے مراد حضور و آگاہی کی نسبت ہے۔ جو حضور ان کے ہاں معتبر ہے، وہ حضور بے غیبت ہے جس کو انہوں نے یادداشت سے عبارت کیا ہے اور تجلی ذاتی حضور ذات تعالی سبحانہ کا ظہور اس کے اسماء صفات شیون اور اعتبارات کے ملاحظہ کے بغیر حضور ذات سے عبارت ہے اور اس تجلی کو تجلی برقی کہتے ہیں۔یعنی لمحہ بھر کے لیے شیون اور اعتبارات (پردے) اٹھ جاتے ہیں اور پھر انہی پردوں میں وہ ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے یعنی لمحہ بھر کے لیے حضور نصیب ہوتا ہے اور اکثر اوقات حضوری نصیب نہیں رہتی۔ اس طرح کی وقتی نسبت ان بزرگان نقشبند کے ہاں کوئی اعتبار نہیں رکھتی بلکہ انہیں حضور دوام رہتی ہے اور کسی وقت پوشیدہ نہیں ہوتی اس لیے یہ نسبت نقشبندیہ تمام سلسلہ ہائے ولایت سے فائق و اعلیٰ ہے۔[28]

خاموشی:

اس طریقہ عالیہ میں افادہ و استفادہ اکثر خاموشی میں ہے اور یہ بزرگوار فرماتے ہیں کہ "جس کو ہمارے سکوت (خاموشی) سے نفع حاصل نہیں ہوا، وہ ہمارے کلام سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔" اس خاموشی کو انہوں نے تکلف کے طور پر اختیار نہیں کیا ہے بلکہ یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خصائص میں سے ہے اور جانتے ہیں کہ توجہ الی اللہ کے مناسب اور اس مقام کے شایان شان سکوت ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے مَن عَرَفَ اللهَ كَلَّ لِسَانَهُ (جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا، اس کی زبان گنگ ہو گئی) اس پر شاہد عادل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کے معمولات میں خاموشی بہت اہم ہے۔

---

[25] ایضا دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر 265

[26] مفتی بشیر احمد مجددی، انوار الثانی کامل (نارووال: دربار پیر سید جماعت علی شاہ اکتوبر 2008ء)، 66

[27] ایضا مکتوب 58 دفتر اول حصہ دوم

[28] ایضا، دفتر اول حصہ اول و مکتوب نمبر 27

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 03 (2025)

خلاصہ بحث:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ محض ایک روحانی گروہ کا نام نہیں بلکہ یہ شریعت اور طریقت کے حسین امتزاج سے عبارت ایک مکمل نظامِ تربیت ہے۔ اس سلسلے کی اصل بنیاد اتباعِ سنت اور نسبتِ صدیقی پر استوار ہے، جو اسے دیگر سلاسلِ تصوف میں ایک ممتاز اور بلند مقام عطا کرتی ہے۔ ذکرِ خفی کی گہرائی اور "اندراج النہایت فی البدایت" جیسے منفرد اصولوں کی بدولت یہ سلسلہ مرید کے قلب پر الٰہی محبت کا ایسا نقش ثبت کر دیتا ہے جو دنیاوی ہنگاموں کے باوجود کبھی زائل نہیں ہوتا۔ نقشبندی مشائخ نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک انسان معاشرتی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے بھی باطنی طور پر اللہ کے ساتھ جڑا رہ سکتا ہے۔ در حقیقت، یہ سلسلہ مادہ پرستی کے اس دور میں تعمیرِ شخصیت کا وہ جامع اسلوب فراہم کرتا ہے جہاں صحبتِ شیخ اور انوارِ نبوی ﷺ کے فیضان سے انسان کا باطن پاکیزہ اور ظاہر سنتِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ دار بن جاتا ہے، یوں یہ راستہ اللہ تعالیٰ کے قرب تک پہنچنے کا سب سے قریب اور مؤثر ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ اس تحقیق میں سلسلہ نقشبندیہ کے تعارف کے ساتھ اس کے تاریخی پس منظر، فکری بنیادوں اور روحانی طریقِ کار کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ سے منسوب ہے اور وسط ایشیا سے برصغیر تک اس نے گہرا اثر ڈالا۔ بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ کی سب سے نمایاں خصوصیت ذکرِ خفی (خاموش ذکر) اور شریعت کی سخت پابندی ہے۔ یہ سلسلہ ظاہری عبادات اور باطنی تزکیہ کے امتزاج پر زور دیتا ہے۔

سفارشات :

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. سلسلہ نقشبندیہ کی تعلیمات کو جدید تعلیمی اور تحقیقی انداز میں مرتب کیا جائے تاکہ نوجوان نسل ان سے استفادہ کر سکے۔
2. تصوف کی اصطلاحات کو سادہ زبان میں واضح کیا جائے تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو۔
3. مختلف سلاسلِ تصوف کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ سلسلہ نقشبندیہ کے امتیازات بہتر طور پر سمجھے جا سکیں۔
4. مدارس اور جامعات میں تصوف کے علمی پہلو پر باقاعدہ تحقیقی کام کو فروغ دیا جائے۔
5. روحانیت اور شریعت کے باہمی تعلق کو واضح کرنے کے لیے مزید تحقیقی مقالہ جات تحریر کیے جائیں۔